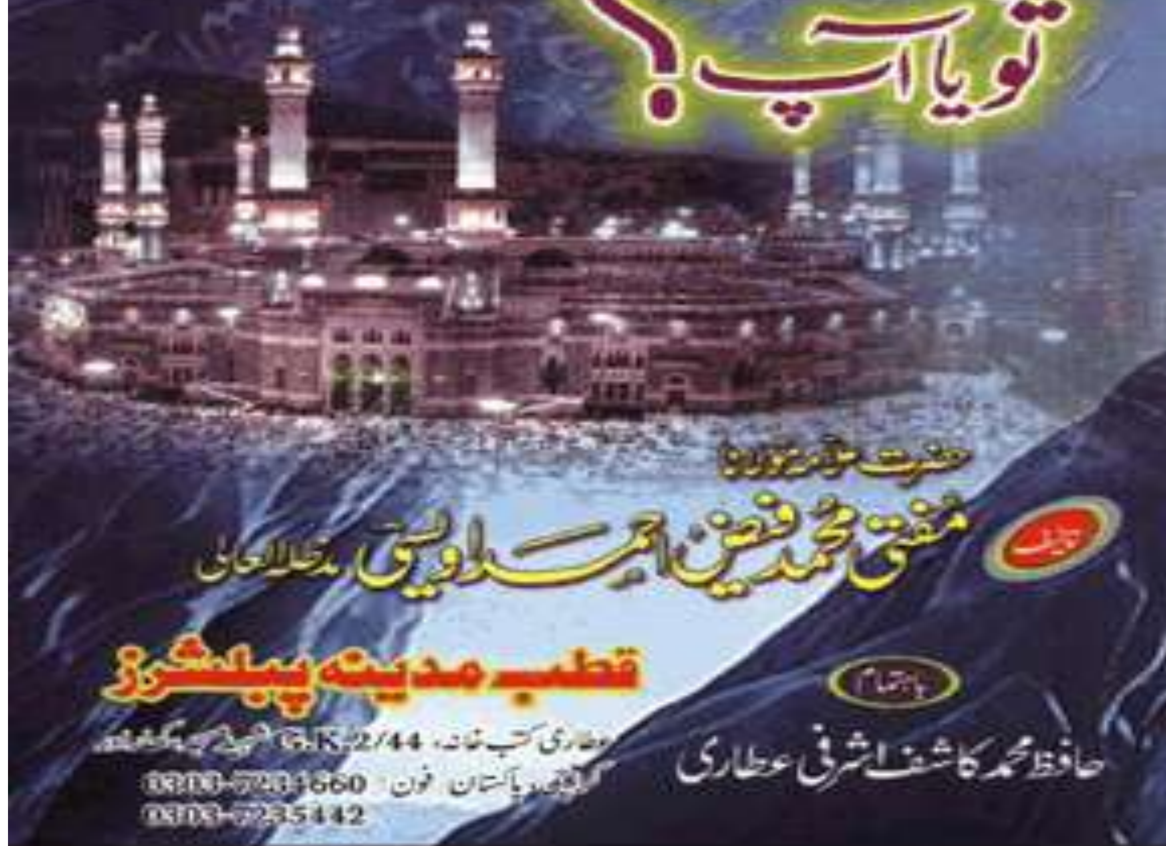


وہم شکوک اور خیالات باطل کا ازالہ اسی طرح ہوگا

اللہ تعالیٰ

تو یا آپ؟



تالیف

حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

باہتمام

حافظ محمد کاشف اشرفی عطاری

قطب مدینہ پبلشرز

عطاری کتب خانہ، G.K.2/44

پاکستان فون 0303-7234660

0303-7235442

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ تو یا آپ

اللہ تعالیٰ پر صیغہ جمع کا اطلاق کیسا؟

امابعد بعض لوگ توحید کے نشہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کے اظہار پر ایسی فاحش غلطیاں کرجاتے ہیں جو حد سے آگے بڑھ کر شائبہ کفر کی حد میں پہنچ جاتے ہیں اوران کا انہیں شعور تک نہیں ہوتا بلکہ اپنے تئیں وہ خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے محبت کا حق ادا کردیا مثلاً مزے لے لے کر اللہ میاں فرماتے ہیں وغیرہ کہتے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کو میاں کہہ کر گناہ کے مرتکب ہوئے دوسرا اللہ تعالیٰ پر صیغۂ جمع اطلاق کرکے توحید کے مُنافی وبدعت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس رسالہ میں صرف اسی پر بحث ہوگی (ان شاء اللہ تعالیٰ) صیغۂ جمع اللہ تعالیٰ پر اطلاق اسلاف صالحین نے نہیں کیا۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اسے توحید کے منافی سمجھ کر ہمیشہ اپنی تصانیف میں واحد کا صیغہ استعمال فرماتے ہیں بعض لوگ بدعت کی خرابی کی پرواہ کئے بغیر محض امام اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف صیغہ جمع کے اطلاق کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا خیال تصورت کرتے ہیں آئندہ اوراق میں اس کی علمی تحقیق پیش کرکے اہل اسلام سے اپیل کرتا ہوں کہ توحید کو ہر شائبۂ شرکت سے منزہ رکھنا ضروری ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ پر جمع کے صیغہ کے اطلاق سے پرہیز کریں۔

وما علینا الا البلاغ

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح **محمد فیض احمد اویسی** رضوی غفرلہٗ

۲۳ جمادی الآخر ۱۴۲۲ھ

مقدمہ

حقیقتاً تعظیم اللہ تعالیٰ کیلئے لاحق ہے اسی لئے ہر تعظیم اللہ تعالیٰ کو سجتی ہے جانوروں کی تعظیم اس کی عطا کردہ ہے اسی لئے صیغۂ جمع اللہ تعالیٰ کیلئے بھی تعظیم کی ایک صورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہی کا نام عبادت ہے اور عبادت تعظیم کی آخری سطح ہے۔ مفسرین قرآن کے نزدیک عبادت تعظیم ہی کی ایک صورت ہے۔

(۱) امام فخر الدین رازی کا قول ہے...... عبادت ایک ایسا فعل ہے، جو دوسرے کی تعظیم کیلئے کیا جائے اور یہ صرف اسی کیلئے سزاوار ہے، جس سے انتہائی انعام ظاہر ہو۔ (تفسیر کبیر، ج۱)

(۲) شیخ علی المہائمی کہتے ہیں...... عبادت کا مطلب ہے، دوسرے کی تعظیم کیلئے اپنے ارادے سے اُس کے آگے پست ہونا یا جھکنا۔ (تفسیر مہائمی، ج۱)

(۳) نیشاپوری کے نزدیک بھی عبادت کا یہی مطلب ہے...... عبادت انتہائی تعظیم سے عبارت ہے، یہ اسی کیلئے سزاوار ہوسکتی ہے جس سے انتہائی انعام ظاہر ہوا ہو اور ایسی ہستی اللہ تعالیٰ ہے عبادت کا تقریباً یہی مفہوم بعض دوسرے مفسرین کے ہاں بھی آیا ہے۔ (غرائب القرآن برحاشیہ ابن جریر، ج۱)

اس اعتبار سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی تعظیم نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے ازراہِ کرام اپنی مخلوق کو بھی عبادت کے سوا باقی ہمہ قسم کی تعظیم کی نہ صرف اجازت بخشی ہے بلکہ حکم فرمایا ہے چنانچہ اپنے لئے فرمایا اور اپنے بندوں کیلئے عزت کی خبر دی کہ

و للّٰه العزة و لرسولهٖ و للمؤمنين و لٰكن المنٰفقين

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کیلئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے خصوصیت سے اور نہایت سخت تاکید فرمائی ہے:

انآ ارسلنٰك شاهدا و مبشرا و نذيرا لا التومنوا باللّٰه و رسولهٖ

و تعزروه و توقروه ط و تسبحوه بكرة و اصيلا (پ۲۶۔سورۃ الفتح:۸،۹)

بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔

اور جن لوگون نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کی ان کی تعریف فرمائی چنانچہ فرمایا:

فالذين اٰمنوا به و عزروه و نصروه و اتبعوا النور الذى

انزل معه لا اولئك هم المفلحون (پ۹۔سورۃ الاعراف:۱۵۷)

ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے۔

بلکہ وہ اشیاء تک معظم ومکرم بنادیں جواس کے پیارے بندوں سے منسوب ہیں مثلاً فرمایا:

ان الصفا و المروۃ من شعآئر اللّٰہ ج (پ۲۔سورۃ البقرۃ:۱۵۸)

بیشک صفااور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں۔

پھر ان شعائر کی تعظیم وتکریم کرنے والوں کوخصوصی انعامات سے نوازااوران کی تعریف فرمائی چنانچہ فرمایا:

و من یعظم شعآئر اللّٰہ فانھا من تقوی القلوب (پ۱۷۔سورۃ الحج:۳۲)

بات یہ ہےاور جواللہ کے نشانوں کی تعظیم کرےتو یہ دِلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

اسی لئے اہل اسلام کعبہ معظمہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے اس کا طواف کرنا اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا یہاں تک ہزاروں میل دوری کے باوجوداس کی طرف پیٹھ نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی طرف منہ کرکے پیشاب وغیرہ کرتے ہیں بلکہ دور سے قبلہ کی طرف تھوکنے والے کے پیچھے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے سے روک دیا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی تعظیم فرض ہے اور وہ عبادت اس کے سوا اللہ کے اس مخلوق کی تعظیم بھی ضروری ہے جسے اللہ نے معظم ومکرم بنایا ہے افسوس نام نہاد توحید پرستوں پر کہ انہوں نے محبوبانِ خدا کی تعظیم وتکریم کوشرک کے فتوے جڑ دیئے اور اس غلط توحید میں ایسے غرق ہوگئے جوامور اہل اسلام کوضروری تھےانہیں بھی ان صاحبان نے شرک کرکےفتویٰ سے نوازا۔

اس کے آگے بڑھے توحید کے نشہ میں بعض موہم شرک باتوں کوتوحید بنادیا مثلاً اللہ وحدہ لاشریک ہے اس کیلئے لاشعوری میں تعظیم کی نیت پراس کے کئی شریک ملادیئے میری مراد یہ ہے کہ اپنی روزمرہ کی استعمالات میں اللہ تعالیٰ پر صیغۂ جمع استعمال کرنا شروع کردیا مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وغیرہ یہ اگرچہ حقیقی شرک نہیں لیکن شرک کی بوضرورآتی ہے اسی لیے اللہ کیلئے اپنی استعمالات میں صیغہ واحدلاناچاہئے اورصیغہ جمع سے بچنالازمی ہے چنددلائل حاضر ہیں۔

دلائل

اپنی روزمرہ کی زندگی میں جب ہم کسی شخص کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں تو ہر طریقہ سے اس کی تعظیم کرنا ضروری سمجھتے ہیں ایک طریقہ عملی تعظیم کا ہے اس کے احکام کی تعمیل کرنے کے علاوہ ہر ایسی حرکت سے اجتناب کرتے ہیں جسے نافرمانی پر محمول کیا جاسکے۔ دوسرا طریقہ تعظیم باللسان کا ہے کہ جب اسے مخاطب کیا جائے یا اس کا غائبانہ ذکر کیا جائے تو ادب واحترام کو ملحوظ رکھا جائے اس صورت میں ہم جمع تعظیمی کے صیغہ استعمال کرتے ہیں جیسے آپ کب تشریف لائینگے، انہوں نے جھوٹ بولنے سے منع کیا، مولانا فرماتے ہیں وغیرہ۔

☆ اللہ تعالیٰ کی عملی تعظیم کی صورت تو یہی ہوگی کہ اس کے احکام بجالائے جائیں لیکن تعظیم باللسان کی وہ صورت نہیں ہوگی جو انسانوں کیلئے روا رکھی جاتی ہے یہاں جمع تعظیمی کا استعمال جائز نہیں کیوں کہ جمع تعظیمی کہ معنی بھی پہنائے جاسکتے ہیں اور عقیدہ توحید کا بھی واضح طور پر اعلان نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر لازم ہے کہ ہمارے عمل ہی سے نہیں زبان سے بھی اس کی وحدانیت کا برابر علاج ہوتا ہے۔

☆ فقہائے کرام نے ہمیشہ یہ احتیاط کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں زبان سے کوئی ایسا کلمہ ادا نہ ہونے پائے جو اس کی عظمت وجلال کے منافی ہو یا جس سے کوئی ایسا مفہوم اخذ کیا جاسکتا ہو جسے اس کی حقیقی صفات کے سوا کسی دوسری صفت پر بھی محمول کیا جاسکے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کیلئے ہر جگہ مذکورہ کا صیغہ ہی آیا ہے اس کے وضعی ناموں میں بھی تذکیر ہی پائی جاتی ہے۔ اس سے یہ اصول مستنبط کیا گیا ہے کہ اس کی ذاتِ پاک کیلئے کوئی ایسا وصفی نام استعمال نہ کیا جائے جو اگرچہ عام طور پر مذکر کے معنی دیتا ہو، لیکن اس میں تانیث کا شائبہ بھی پایا جاتا ہو، خدا تعالیٰ کا ایک وضعی نام علّام ہے اب باوجود یہ کہ علامہ بھی عربی زبان میں بالکل علام ہی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ علام اور علامہ دونوں صفتِ مبالغہ کے صیغہ میں اور دونوں مذکر ہی کیلئے مستعمل بھی ہیں لیکن علامہ اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال نہیں ہوتا کیونکہ اس کے آخر میں تائے فوقانی ہے جو اگرچہ مبالغہ کے لئے آئی ہے لیکن اس میں تانیظ کا شائبہ پایا جاتا ہے۔

فائدہ ...... اسی قاعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کیلئے جمع تعظیمی کا استعمال بھی ناجائز ہوگا کیونکہ اس میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے۔

☆ منشائے الٰہی بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے صیغۂ واحد ہی استعمال ہونا چاہیئے دوسرا کوئی صیغہ جائز نہ ہو کیونکہ وہ کلمات جو اللہ تعالیٰ نے آدم اور اس کی زوج کو انکی لغزش کے بعد سکھائے یہ حوالہ اس لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے کہ آدم اور اس کی زوج کو پہلے انسانی جوڑے کی حیثیت بھی حاصل ہے اور عالم انسانی کی علامت بھی۔

ربنا ظلمنآ انفسنا سکتہ وان لم تغفرلنا وترحمنا

لنكونن من الخٰسرين (پ۸۔سورۃ الاعراف:۲۳)

اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہماری بخشش نہ کی اور ہم پر رحم نہ کیا

تو البتہ ہم گھاٹا کھانے والوں میں ہو جائیں گے۔

فائدہ...... یہ دعا آدم اور اس کی زوج کو خود اللہ تعالیٰ نے سکھائی تھی کیونکہ انہیں دعا مانگنے کا طریقہ معلوم نہ تھا انہیں سمجھایا گیا کہ دعا مانگتے وقت پہلے ان کو اپنے قصور کا اعتراف اور اس کے بعد بخشش و رحمت کیلئے التجاء کرنی چاہیئے کیونکہ بخشش اور رحمت سے محرومی خسارے کا باعث ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا گیا کہ انہیں اپنے پروردگار کو ہمیشہ صیغہ واحد سے مخاطب کرنا ہوگا اس کیلئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا جائز نہیں چاہے اس کا مقصد تعظیم ہی کیوں نہ ہو۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے صیغہ واحد کی تعلیم دی ہے ورنہ وہ خود جمع کا صیغہ سکھاتا۔

☆ انبیاء علیہم السلام نے بھی یہی تعلیم دی ہے کیونکہ اس حقیقت میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ خدا کے یہ برگزیدہ بندے عام انسانوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اور قربت ہی کی وجہ سے ان میں اس کی عظمت وجلال کا گہرا احساس پایا جاتا ہے اس کا ثبوت انکی اس عبارت سے بھی ملتا ہے جسے بندگی کہا جاتا ہے اور اس سے بھی جسے پرستش کہتے ہیں اور جو ذکر وصلوۃ کی صورت میں معلوم ہے لیکن اس مقام پر پہنچنے کے باوجود کوئی بھی پیغمبر اللہ تعالیٰ کیلئے جمع تعظیمی کا استعمال روا نہیں رکھتا بلکہ بلا استثناء تمام نبی اور رسول اس سے خطاب کرتے وقت یا اس کا ذکر کرتے وقت صیغہ واحد ہی استعمال کرتے ہیں قرآن مجید سے اس دعوے کے ثبوت کے طور پر ساری عبارتیں نقل کی جائیں تو یہ تحریر بہت طویل ہو جائے ان چند خاص الخاص حوالوں پر اکتفا کرنا مناسب ہوگا۔

(۱) حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کفار کی شکایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

رب لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیارا ○ انک ان تذرھم یضلوا
عبادک و لا یلدوا الا فاجرا کفارا (پ۲۹۔نوح:۲۶،۲۷)

اے پروردگار! کفار میں سے کسی کو زمین پر بستا ہوا نہ چھوڑ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کردیں گے
اور ان کے ہاں فاجر اور کفار ہی پیدا ہوں گے۔

(۲) حضرتِ ابراہیم علیہ السلام اپنے اہل وعیال کو بیت اللہ کے جوار میں بساتے وقت دعا کرتے ہیں:

ربنآ انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم لا
ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم
و ارزقھم من الثمرٰت لعلھم یشکرون (پ۱۳۔سورۂ ابراہیم:۳۷)

اے ہمارے پروردگار میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو اس غیر زرعی زمین میں تیرے حرم والے گھر کے پاس بسایا ہے
اے پروردگار تا کہ وہ نماز قائم کریں پس تو لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا دے اور ان کو پھلوں میں سے رزق عطا کر
تا کہ وہ شکر گزار رہوں۔

(۳) حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کو براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ وکلم اللّٰہ موسیٰ تکلیما
وہ طورِ سینا کی طرف آگ تلاش کرتے پھر رہے تھے کہ آواز آئی 'اے موسیٰ میں تمہارا پروردگار ہوں، تم اس وقت وادی مقدس میں ہو اپنی جوتیاں اتار ڈالو۔ اب اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ یہ انتہائی ادب وتعظیم کا محل تھا اور اسی وجہ سے پیشتر اس کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوئی بات کرتے انہیں ماحول کے تقدس اور موقع کی اہمیت سے آگاہ کردیا گیا یہ بھی حکم ہوا کہ جوتیاں اُتار ڈالو لیکن یہ بالکل نہیں کہا گیا کہ اپنے ربّ کیلئے ازراہِ تعظیم جمع کا صیغہ اس موقع پر خدا تعالیٰ نے پوچھا موسیٰ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ اس کے جواب میں صرف 'عصا' کہنا کافی تھا لیکن حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے اس مختصر جواب پر اکتفا نہ کیا اور کہا، 'یہ میرا عصا ہے، چلنے میں اس کا سہارا لیتا ہوں، اس سے اپنی بھیڑ بکریوں کیلئے درختوں سے پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے اور بھی طرح طرح کے فائدے اٹھاتا ہوں'۔ موسیٰ علیہ السلام اس عالمِ حضوری میں بھی، جب ان کو منصبِ رسالت سے سرفراز کیا جارہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کو صیغہ واحد ہی سے مخاطب کرتے ہیں جمع کا صیغہ کہیں استعمال نہیں کرتے۔

قال رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی
واجعل لی وزیرا من اھلی ھٰرون اخی اشدد بہٖ ازری و اشرکہ فی امری (پ۱۶۔طٰہٰ:۲۵-۳۳)

عرض کی اے میرے ربّ! میرے واسطے میرا سینہ کھول دے اور آسان کردے، میری زبان کی گرہ بھی کھول دے
تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور ہارون کو جو میرے اہل میں سے ہے اور میرا بھائی ہے، میرا نائب مقرر کر (اور اُس کے ذریعے)
میری قوت کو مضبوط کر اور اس کو میرے کام میں شریک کر

(٤) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

قال انی عبد اللّٰہ ط اٰتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیا لا وجلعنی مبٰرکا این ما کنت
و اوصٰنی بالصلٰوۃ الزکوۃ ما دمت حیا و برا م بوالدتی
و لم یجعلنی جبار ا شقیا (پ١٦۔سورۂ مریم:٣٠-٣٢)

کہا، میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا کی اور اس نے مجھے نبی بنایا اور میں جہاں کہیں بھی ہوں، مجھے برکت والا بنایا اور اس نے مجھے جب تک میں زندہ ہوں' نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے، اپنی ماں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا۔

(٥) حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اپنے پیشرو انبیاء کی اس سنت کو برقرار رکھا اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہر حال میں صیغہ واحد ہی استعمال کیا یہ حقیقت اس لحاظ سے خاص اہمیت رکھتی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اللہ تعالیٰ کیلئے صیغۂ واحد استعمال فرمایا ہے۔ عبادت میں بھی دعاؤں میں بھی استغفار اور دیگر جملہ امور و احادیثِ مبارکہ میں مفصل مذکور ہیں بہرحال حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کیلئے ہمیشہ صیغہ واحد استعمال فرمایا ہے یہاں پر ہم صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں:

رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق من لدنك سلطانا نصیرا

اے پروردگار! مجھے سچائی کے ساتھ داخل کر، نکال اور مجھے اپنے پاس سے عطا کر، ایک یہ کہ درگزر اور انعام کا خواست گار ہو، جیسا کہ آدم اور اس کی زوج کی دعا سے ظاہر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ ہم کلام ہو، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس قسم کا عطا کیا گیا اور تیسرے وہ کسی ایسی مشکل اور غیر یقینی صورتِ حال سے دوچار ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور توفیق کے بغیر عہدہ برآ ہونا محال نظر آئے جیسا کہ حضور علیہ السلام کی ہجرت کو جو آپ کو نہایت مجبوری کے عالم میں کرنی پڑی۔ لیکن تینوں حالتوں میں ایک بھی ایسا تعظیمی کلمہ نہیں کہا جاتا جس سے واحدانیت عظمت کے پس پردہ چلی جائے۔

قصہ مختصر...... انبیاء کی سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے صیغہ واحد ہی استعمال کیا جائے، جمع کا صیغہ چاہے وہ تعظیم ہی کیلئے کیوں نہ ہو، جائز ثابت نہیں ہوتا کہا جاسکتا ہے کہ عربی زبان میں جمع تعظیمی نہیں آتی لیکن یہ درست نہیں کیوں کہ قرآن مجید ہی میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کیلئے بار جمع تعظیمی استعمال کی ہے جس سے کلام کی تاکید پیدا کرنے کے علاوہ عظمت ایزوتعالیٰ کا اظہار مقصود ہے اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو خود جمع کا صیغہ استعمال فرماتا یا کسی بندے کی زبان سے کسی نہ کسی موقع پر ایسے کلمات کہلوائے ہوتے جو اس کیلئے جمع تعظیمی کے استعمال کا جواز ثابت ہوتے۔

آخر میں اتنی بات کا اضافہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جمع تعظیمی پر صرف اردو، کا اجارہ نہیں، یہ درست ہے کہ قدیم عربی روزمرہ میں جمع تعظیمی نہیں تھی لیکن اب اس زبان میں بھی جمع تعظیمی داخل ہوچکی ہے۔ عربی تحریر وتقریر میں واحد مخاطب کی علامت کے بجائے کُم اور اَنتَ کے بجائے قَنْتُمْ شائستگی اور تہذیب کی علامت سمجھا جاتا ہے لیکن صرف انسانوں کیلئے خدا تعالیٰ کیلئے جمع تعظیمی ہرگز نہیں سمجھی جاتی کیونکہ اس میں شرف کا شائبہ پایا جاتا ہے ان حقائق کے پیش نظر ہمیں بھی خدائے وحدہٗ لاشریک کیلئے صیغہ واحد ہی استعمال کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور اللہ ہمارے حال پر مہربانی فرمائیں۔ جیسے جملے تحریر وتقریر میں استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے یہی توحید حق تعالیٰ کیلئے لائق ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں انبیاء اور دوسرے نیک لوگوں کو دعائیں بکثرت موجود ہیں اور وہ سب کی سب بلا استثناء اللہ تعالیٰ کیلئے صیغہ واحد کی تائید کرتی ہیں فلہٰذا صیغہ واحد ہی جائز ہے اور جمع اگرچہ تعظیمی ہی ہو توحید کے منافی ہے۔

سوال...... سارے قرآن مجید میں اس سے کہیں اشارۃ بھی روکا نہیں گیا اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے مِــــن کہا۔ جمع کی ضمیریں استعمال کی ہیں کہ ان شمار کرنا آسان نہیں۔ قرآن مجید میں کم از کم ایک جگہ غیر اللہ کی زبان سے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق صیغہ جمع کا استعمال نقل فرمایا ہے اور اس پر اپنی طرف سے کسی قسم کی کراہیت کا اظہار نہیں فرمایا منکرین کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

حتی اذآ جاء احدهم الموت قال رب ارجعون لا لعلی اعمل صالحا (پ۱۸۔ مومنون ۹۹)

جب ان میں سے کسی کو موت آپہنچے گی تو کہنے لگا اے میرے ربّ مجھے واپس بھیج دو تا کہ میں نیک عمل کروں۔

یہاں 'ارجعون' اصل میں 'ارجعنی' تھا اور جمع کا لفظ فائدہ سے مفسرین نے جمع تعظیمی کی گنجائش نکالی ہے چنانچہ حقانی کے ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر مرقوم ہے ارجعون کیلئے آیا گویا یوں کہا 'ارجعنی ارجعنی' اور بعض کہتے ہیں ربّ کی تعظیم کیلئے صیغہ جمع لایا اور بعض کہتے ہیں ملائکہ سے کہہ رہا ہے ارجعونی کہ تم مجھے دنیا میں پھر جانے دو۔

تین احتمالات ہیں ان میں سے ایک جمع تعظیمی بھی ہے۔

جواب......احتمالات دلائل نہیں بنتے بلکہ احتمال الثادلیل بے دلیل بناڈالتا ہے جیسا کہ مشہور کلیہ ہے: اذا جـاء الاحتـمـال بـطـل الاستـدلال جہاں رب ارجـعـونـی میں ایک احتمال ہے وہاں دو اور احتمال مضبوط موجود ہیں اور جواز کے تو ہم بھی قائل ہیں لیکن توحید جیسے عقیدہ کیلئے ایسے احتمالات لانے کا کیا فائدہ جو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے صیغۂ جمع استعمال فرمائے ہیں وہ بھی متعدد احتمالات کے حامل ہیں مثلاً ان اُمور میں ملائکہ کے عمل دخل کو ظاہر کر کے صیغہ جمع استعمال فرمایا ہے یہ تو آیت کو سامنے رکھ کر خود فیصلہ فرمائیں چنانچہ مفسرین نے تصریح فرمائی کہ یہاں صیغہ جمع لانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ امور ملائکہ سرانجام دیتے ہیں مجازا وہ اس کام کے فاعل ہیں اور اللہ تعالیٰ حقیقی فاعل اکثر آیات کا محمل یہی ہے مثلاً انـا انـزلـنـاه فـی لـیـلـة الـقـدر ...... انا انزلناه فی لیلة مبارکه وغیرہ وغیرہ۔

تحقیق صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت امام اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سوال مذکور کہہ کر اس کا بہترین اور نفیس جواب لکھتے ہیں کہ

و صیغه الجمع فی رزقنامع انه تعالیٰ واحدلاشریك له لانه خطاب الملوك واللّٰه لامك الملك المكوك، المعهود من كلام الملوك اربعته روجه الاخبار علی لفظ الواحد نحو فعلت كذا وعلی لفظ الجمع فعلنا كذا و علی مالم یسم فاعله رسم لكم كذا واضافته الفعل الی اسمه علی وجه المغایته امركم سلطانكم هكذا و القرآن نزل بلغة العب مجمع اللّٰه فیه هذه الوجوه كلها فیما اخبربه عن نفه فقال ذرنی ومن خلقت وحیدا علی صیغة الواحده قال اللّٰه انا انزلناه فی لیلة القدر علی صیغة الجمع وقال فیما لم یسم فاعله كتب علیكم الصیام وامثاله وقال فی المغایته اللّٰه الذی خلقكم و امثاله (روح البیان، ص۲۳۸)

﴿ ترجمہ از فقیراویسی ﴾

آیت ومما رزقناهم ینفقون کی تفسیر میں ہے۔

سوال......رزقنا جمع کا صیغہ ہے ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ناجائز ہے کیونکہ وہ تو وحدہ لاشریک ہے۔

جواب......جمع کے صیغے بادشاہوں کیلئے بولے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے اور شاہوں کا شاہ ہے۔

بادشاہوں کی اپنی گفتگو چار طریقوں سے ہوتی ہے۔

۱﴾ صیغۂ واحد کے ساتھ، جیسے کوئی بادشاہ کہے فعلت كذا 'میں نے اسے کہا'۔

۲﴾ جمع کے ساتھ، جیسے فعلنا كذا 'ہم نے ایسے کہا'۔

۳﴾ صیغہ مجہول کیساتھ جیسے رسم لكم 'تمہارے لیے لکھا گیا'۔

٤﴾ اپنے آپ کو غائب قرار کر کے فعل کی نسبت اپنے اسم کی طرف کر دینا، جیسے خود کہے امركم سلطانكم اور قرآن پاک چونکہ عرب کی لغت میں نازل ہوا، بنا بریں اللہ تعالیٰ نے انہی چاروں طریقوں کو اپنے لئے استعمال فرمایا چنانچہ اپنی ذات سے خبر دیتے ہوئے فرمایا: ذرنی ومن خلقت وحیدا 'صیغہ واحد کے ساتھ مجھے اور اسے چھوڑ جسے میں نے اکیلا پیدا کیا'۔

انا انزلناه فی لیلۃ القدر صیغہ جمع کے ساتھ 'بے شک ہم نے اسے لیلۃ القدر میں اتارا اور فرمایا:

کتب علیکم الصیام وغیرہ 'تم پر روزے فرض ہوئے'۔

اور طریقہ غیب بھی کئی بار فرمایا: کما قال ﴿ الذی خلقکم وغیرہ 'وہ جس نے تمہیں پیدا کیا'۔

جواب...... صاحب روح البیان کے پیر و مرشد قدس سرہ نے فرمایا کہ واحد صیغہ باعتبار ذات کے ہے جمع کا باعتبار اسماء وصفات کے اور کثرت اسماء وصفات وحدۃ ذات کے منافع نہیں کیونکہ حال ہر ایک کا ایک ہی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے صیغہ جمع سے تعظیم مراد لی ہے ان کا استدلال غلط ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی تعظیم کے لائق ہے لیکن آیات صیغۂ جمع سے استدلال تحریف قرآنی کے مترادف ہے کیونکہ ان آیات کے صیغۂ جمع سے نہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کا اظہار فرمایا ہے اور نہ ہی مفسرین نے ایسی مراد لی ہے۔

خاتمہ

بعض لوگ تو محض جماعتی تعصب میں مبتلا ہوکر مسئلہ کی نزاکت کی طرف توجہ نہیں کرتے خواہ اس سے آخرت کی سزا کتنا ہی کیوں نہ ہو بالخصوص اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بہت زیادہ نزاکت ہے کہ معمولی کوتاہی کفر تک پہنچا دیتی ہے ورنہ کم از کم سخت گناہ میں مبتلا ہونا تو یقینی ہے چند مثالیں ملاحظہ ہو:

۱﴾ اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا۔

۲﴾ اللہ تعالیٰ کو عاشق کہنا۔

۳﴾ اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا۔

٤﴾ اللہ نے فلاں خیال فرمایا۔

٥١﴾ اللہ تعالیٰ پر علامہ کا اطلاق وغیرہ وغیرہ۔

یونہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نزاکت مبارکہ کا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی معمولی سی کوتاہی آپ کے بارے میں گوارا نہیں فرماتا اس موضوع پر گستاخ رسول کے نام سے کئی تصانیف معرضِ وجود میں آئی ہیں فقہاء کرام نے اس نزاکت کو خوب واضح فرمایا ہے وہ یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد مفعول مطلق صلوۃ کے تصلیۃ کہنا مکروہ ہے حالانکہ بقاعدہ نحویہ تصلیۃ مصدر ہے اور جلانا بھی آتا ہے اسی لئے نبوت کے تقدس کے خلاف ہے کہ ایسا لفظ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے استعمال کیا جائے۔

اسی تقدس کے پیش نظر صیغہ جمع اللہ تعالیٰ کیلئے بھی ناموزوں ہے کہ اس میں توحید کے منافی ایک وہم اٹھتا ہے اسی لیے صیغہ جمع کا اللہ کیلئے اطلاق نامناسب ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح **محمد فیض احمد اویسی** رضوی غفرلہٗ